چہرے کا پردہ

واجب، مستحب یا بدعت؟(۶)

تحریر: حافظ محمد زبیر

حجاب کے لزوم کا انکار کرنے والے حضرات جن احادیث مبارکہ سے استدلال کرتے ہیں ان میں سے تین پر ہم گزشتہ شمارے میں بحث کر چکے ہیں۔

چوتھی دلیل :

حدثنا یعقوب بن کعب الانطاکی ومؤمّل بن الفضل الحرّانی قالا حدثنا الولید عن سعید بن بشیر عن قتادة عن خالد قال یعقوب بن دریك عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ اَسْمَاءَ بِنْتَ اَبِیْ بَکْرٍ دَخَلَتْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَعَلَيْهَا ثِيَابٌ رِقَاقٌ فَاَعْرَضَ عَنْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ: ((يَا اَسْمَاءُ اِنَّ الْمَرْاَةَ اِذَا بَلَغَتِ الْمَحِيْضَ لَمْ تَصْلُحْ اَنْ يُرٰی مِنْهَا اِلاَّ هٰذَا وَهٰذَا)) وَاَشَارَ اِلٰی وَجْهِهٖ وَکَفَّيْهِ (۱۵۱)

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور انہوں نے باریک کپڑے پہنے ہوئے تھے تو اللہ کے رسول ﷺ نے ان سے اعراض کرتے ہوئے فرمایا: ''اے اسماء! جب عورت جوان ہو جائے تو اس کے لیے جائز نہیں ہے کہ اس کے جسم کے اعضاء میں سوائے اِس کے اور اِس کے کچھ نظر آئے'' اور آپؐ نے اپنے چہرے اور دونوں ہاتھوں کی طرف اشارہ کیا۔''

روایت کی استنادی حیثیت

علامہ البانی نے اس روایت کو صحیح کہا ہے' حالانکہ یہ روایت انتہائی ضعیف ہے۔ اس روایت میں چار علل ہیں:

پہلی علت : خالد بن دریک کی حضرت عائشہ ؓ سے ملاقات ثابت نہیں ہے' لہٰذا یہ روایت مرسل ہے۔ امام ابوداؤد اس روایت کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں :

هذا مرسل خالد بن دريك لم يدرك عائشة(۱۵۲)

''یہ روایت مرسل ہے ۔ خالد بن دریک نے حضرت عائشہؓ کو نہ پایا۔''

دوسری علت : اس حدیث کی سند میں سعید بن بشیر راوی ضعیف ہے۔ جمہور اور جلیل القدر ائمہ جرح وتعدیل نے سعید بن بشیر کو ضعیف قرار دیا ہے۔ اگرچہ بعض علماء نے اس کو ثقہ بھی کہا ہے' لیکن ایسے علماء بہت کم ہیں ۔ دوسری بات یہ کہ جمہور علماء کی طرف سے کی گئی جرح مفسر ہے۔ اور علم جرح وتعدیل کا قاعدہ ہے کہ جب کسی راوی کے بارے میں جرح وتعدیل میں اختلاف ہو جائے تو جرح اگر مفسر ہو گی تو اس کو تعدیل پر مقدم رکھا جائے گا۔ امام مزی سعید بن بشیر کے ترجمے میں بیان کرتے ہیں :

وقال الدوری وغيره عن ابن معين ليس بشيء وقال عثمان الدارمی وغيره عن ابن معين ضعيف وقال علی بن المدينی كان ضعيفا وقال محمد بن عبدالله بن نمير منكر الحديث ليس بشئ ليس بقوی الحديث يروی عن قتادة المنكرات وقال البخاری يتكلمون فی حفظه وهو محتمال وقال ابن ابی حاتم سمعت ابی وابا زرعة يقولان محله الصدق عندنا وقال النسائی ضعيف وقال الحاكم ابو احمد ليس بالقوی عندهم وقال ابن عدی والغالب عليه الصدق وقال الآجری عن ابی داوٗد ضعيف وقال ابن حبان كان ردی الحفظ فاحش الخطأ وقال ابو بكر البزار هو عندنا صالح ليس به بأس وقال بقية عن شعبة ذلك صدوق اللسان فی الحديث(۱۵۳)

''دوری وغیرہ نے ابن معین سے نقل کیا ہے کہ سعید بن بشیر کچھ نہیں ہے۔ امام عثمان الدارمی نے ابن معین سے نقل کیا ہے کہ وہ ضعیف راوی ہے۔ علی بن مدینی نے بھی اسے ضعیف کہا ہے۔ ابن نمیر نے کہا ہے کہ وہ منکر الحدیث ہے اور حدیث کے معاملے میں قوی نہیں ہے' قتادہ سے منکر احادیث نقل کرتا ہے۔ امام بخاری نے کہا کہ محدثین کو

اس کے حفظ میں کلام ہے اور وہ محتمل ہے۔ ابن ابی حاتم نے کہا کہ میں نے اپنے والد صاحب اور ابوزرعہ سے سنا ہے کہ وہ ہمارے نزدیک صدوق ہے۔ نسائی نے اسے ضعیف کہا ہے۔ حاکم نے کہا ہے کہ وہ ہمارے نزدیک قوی نہیں ہے۔ ابن عدی نے کہا ہے کہ غالب گمان یہی ہے کہ وہ صدوق ہے۔ آجری نے ابی داؤد سے نقل کیا ہے کہ ابوداؤد اسے ضعیف کہتے ہیں۔ ابن حبان نے ردی الحفظ اور فاحش الغلط قرار دیا ہے۔ ابوبکر البزار نے کہا کہ ہمارے نزدیک اس سے روایت لینے میں کوئی حرج نہیں ہے' وہ صالح الحدیث ہے۔ بقیہ نے شعبہ سے نقل کیا ہے کہ وہ حدیث کے معاملے میں صدوق ہے۔''

ہم مذکورہ بالا عبارت میں دیکھ رہے ہیں کہ جلیل القدر ائمہ جرح وتعدیل یحییٰ بن معین' علی بن مدینی' ابوداؤد' نسائی' ابن حبان اور بخاری نے اسے ضعیف راوی شمار کیا ہے۔ اور بعض ائمہ نے تو اس کی قتادہ سے بیان کی گئی روایات کو منکرات میں شمار کیا ہے۔

تیسری علت : اس حدیث کی سند میں قتادہ اور ولید دو راوی مدلس ہیں اور عنعنہ سے روایت کرتے ہیں اور قاعدہ یہ ہے کہ صحیحین یا ان کے منہج پر لکھی جانے والی کتابوں کے علاوہ (مثلاً **مستدرك على الصحيحين**) اگر کسی کتاب میں کوئی مدلس راوی عنعنہ سے روایت بیان کرے گا تو وہ روایت ضعیف شمار ہو گی۔ صحیحین اور ان کے منہج پر لکھی جانے والی کتابوں میں موجود مدلس راویوں کے عنعنہ کے بارے میں ہم امام نووی اور امیر صنعانی کے حوالے سے بحث کر چکے ہیں کہ ان کتابوں کی روایات اس قاعدے سے مستثنیٰ ہیں۔

شیخ حماد بن محمد الانصاری اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

۱) **قتادة بن دعامة السدوسي البصري صاحب انس بن مالك كان حافظ عصره وهو مشهور بالتدليس وصفه به النسائي وغيره من الطبقة الثالثة**[١٥٤]

''قتادہ بن دعامہ السدوسی البصری حضرت انس بن مالکؓ کے صاحبین میں سے ہیں' اپنے زمانے کے حافظ تھے۔ تدلیس میں معروف ہیں۔ ان پر مدلس ہونے کا الزام امام نسائی اور دوسرے محدثین نے لگایا ہے۔ یہ تیسرے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔''

۲) **وليد بن مسلم الدمشقي معروف موصوف بالتدليس الشديد مع الصدق من الرابعة**[١٥٥]

''ولید بن مسلم الدمشقی بہت زیادہ تدلیس کرنے میں معروف وموصوف ہیں' صادق ہیں' چوتھے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں''۔

جونہی علت: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما دونوں کا عمل اس حدیث کے خلاف ہے۔ دونوں کے بارے میں احادیث بیان ہو چکی ہیں کہ وہ اپنے چہرے کو ڈھانپتی تھیں۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ دو جلیل القدر صحابیات ایک روایت کو بیان کریں اور ان کا اپنا عمل اس کے خلاف ہو؟ مذکورہ بالا چار علل سے ثابت ہوا کہ یہ روایت انتہائی ضعیف ہے۔

پانچویں دلیل :

عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ اَنَّ اَبَا عَمْرِو بْنَ حَفْصٍ طَلَّقَهَا الْبَتَّةَ وَهُوَ غَائِبٌ ...... فَجَاءَ تْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهُ ...... فَاَمَرَهَا اَنْ تَعْتَدَّ فِيْ بَيْتِ اُمِّ شَرِيْكٍ ' ثُمَّ قَالَ :((تِلْكِ امْرَاَةٌ يَغْشَاهَا اَصْحَابِي اعْتَدِّيْ عِنْدَ ابْنِ اُمِّ مَكْتُوْمٍ فَاِنَّهٗ رَجُلٌ اَعْمٰى تَضَعِيْنَ ثِيَابَكِ))(١٥٦) (وفي رواية) قال : ((اِنْتَقِلِيْ اِلٰى اُمِّ شَرِيْكٍ وَاُمُّ شَرِيْكٍ امْرَاَةٌ غَنِيَّةٌ مِنَ الْاَنْصَارِ عَظِيْمَةُ النَّفَقَةِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ' يَنْزِلُ عَلَيْهَا الضِّيْفَانُ)) فَقُلْتُ: سَاَفْعَلُ' فَقَالَ : ((لَا تَفْعَلِيْ اِنَّ اُمَّ شَرِيْكٍ امْرَاَةٌ كَثِيْرَةُ الضِّيْفَانِ فَاِنِّيْ اَكْرَهُ اَنْ يَسْقُطَ عَنْكِ خِمَارُكِ اَوْ يَنْكَشِفَ الثَّوْبُ عَنْ سَاقَيْكِ فَيَرَى الْقَوْمُ مِنْكِ بَعْضَ مَا تَكْرَهِيْنَ وَلٰكِنِ انْتَقِلِيْ اِلٰى ابْنِ عَمِّكِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ اُمِّ مَكْتُوْمٍ))(١٥٧)

''فاطمہ بنت قیسؓ سے روایت ہے کہ ابوعمرو بن حفص نے انہیں طلاق بتہ دی اور غائب ہو گئے ...... حضرت فاطمہ بنت قیسؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور آپؐ سے اس کا ذکر کیا...... تو آپؐ نے ان کو حکم دیا کہ وہ اُمّ شریک کے گھر میں عدت گزاریں۔ پھر آپؐ نے فرمایا: ''اُمِ شریک کے ہاں میرے کافی صحابہؓ کا آنا جانا ہوتا ہے' اس لیے تم ابن اُم مکتوم کے ہاں عدت گزار لو' کیونکہ وہ ایک نابینا آدمی ہیں' لہٰذا تم اپنے (اضافی) کپڑے وہاں اتار کر رکھ سکتی ہو''۔ ایک اور روایت کے الفاظ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم اُمّ شریک کے ہاں منتقل ہو جاؤ۔ اور اُمّ شریک انصار کی ایک مالدار خاتون ہیں' اللہ کے راستے میں بہت زیادہ خرچ کرنے والی ہیں' ان کے ہاں مہمانوں کی کثرت سے آمد و رفت رہتی ہے''۔ تو میں نے کہا کہ میں ایسا ہی کروں گی۔ اس پر آپؐ نے فرمایا: ''تو ایسا مت کر! کیونکہ اُمّ شریک کے ہاں مہمان کثرت سے آتے جاتے رہتے ہیں' اس لیے میں پسند نہیں کرتا کہ تیری چادر گر جائے

یا کپڑا تیری پنڈلیوں سے کھل جائے اور لوگ تیرے جسم کا وہ حصہ دیکھیں کہ جس کا دیکھنا تجھے بھی ناپسند ہو۔ بلکہ تو ابن اُم مکتوم کے ہاں منتقل ہو جا جو کہ تیرے چچا کے بیٹے ہیں۔''

یہ حدیث بالکل بھی اس معاملے میں واضح نہیں ہے کہ اس میں فاطمہ بنت قیسؓ کا چہرہ کھلنے کا تذکرہ ہوا ہے۔ زیادہ سے زیادہ بات جو آپؐ نے کی ہے وہ یہ کہ ''اَنْ یَّسْقُطَ خِمَارُكِ'' ''کہ تیری چادر گر جائے''۔ اب یہ چادر چہرے سے گرنے کا تذکرہ ہے یا سر سے اس بارے میں حدیث خاموش ہے لہٰذا چادر گرنے سے سر سے چادر گرانا مراد لینا درست نہیں ہے۔

علامہ البانی کا استدلال: علامہ البانی نے اس حدیث سے ان الفاظ میں استدلال کیا ہے:

> **ووجه دلالة الحديث على ان الوجه ليس بعورة ظاهر' وذلك لان النبي ﷺ اقر ابنة قيس على ان يراها الرجال وعليها الخمار۔ وهو غطاء الرأس ' فدل هذا على ان الوجه منها ليس بالواجب ستره كما يجب ستر رأسها**

> ''اس حدیث کی اس بات پر دلالت کہ چہرہ ستر میں داخل نہیں ہے' واضح ہے۔ وہ اس وجہ سے کہ نبی اکرم ﷺ نے فاطمہ بنت قیسؓ کو یہ بات سمجھائی کہ اس کو مرد اس حال میں دیکھیں جبکہ اس نے خمار (چادر) اوڑھی ہو اور 'خمار'' سر کو ڈھانپنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ پس یہ بات ثابت ہوئی کہ چہرہ ستر میں داخل نہیں ہے جیسا کہ سر ستر میں داخل ہے''۔

علامہ البانی کے استدلال کی کمزوری: علامہ البانی کا یہ استدلال انتہائی کمزور ہے۔ علامہ البانی کا یہ دعویٰ کرنا کہ خمار سر کو اوڑھنے کے لیے استعمال ہوتا ہے' غلط ہے۔ اس غلطی کی درج ذیل وجوہات ہیں:

۱) پہلی بات تو یہ ہے کہ اگر لغت سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ''جلباب'' یا ''خمار'' کے الفاظ سر کی چادر کے لیے استعمال ہوتے ہیں تو اس سے اس بات کی نفی کیسے ہو جاتی ہے کہ اب یہ چادر چہرہ چھپانے کے لیے استعمال نہیں کی جا سکتی؟ کیا دورِ جاہلیت میں کوئی ایسا قانون لاگو تھا کہ جس کے مطابق ''جلباب'' یا ''خمار'' وغیرہ کو سر ڈھانپنے کے لیے تو استعمال کیا جا سکتا تھا لیکن چہرہ ڈھانپنے کے لیے نہیں؟ اگر یہ ثابت ہو بھی جائے کہ ''جلباب'' اور

''خمار'' سر ڈھانپنے کے لیے استعمال ہوتا تھا تو اس سے اس بات کی نفی کہاں سے ہوتی ہے کہ ان سے چہرہ نہیں ڈھانپا جا سکتا؟ جبکہ آج کل کے زمانے میں پردہ دار خواتین گھر میں کسی نامحرم کی آمد پر اپنے سر پر اوڑھی ہوئی چادر سے اپنا چہرہ چھپا لیتی ہیں۔ بعض اوقات یہ چادر دوپٹہ کی صورت میں ہوتی ہے۔

۲) دوسری اور اہم بات یہ ہے کہ جس طرح ہم نے ''جلباب'' کے بارے میں بخاری اور ابوداوٗد کی روایت سے ثابت کیا کہ مسلمان عورتیں ''جلباب'' کو اپنا چہرہ چھپانے کے لیے استعمال کرتی تھیں' اسی طرح ''خمار'' کے بارے میں بھی ہمیں ایسی روایات ملتی ہیں کہ جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسلمان عورتیں ''خمار'' کو اپنا چہرہ چھپانے کے لیے استعمال کرتی تھیں۔

(الف) حضرت فاطمہ بنت منذرؒ بیان کرتی ہیں:

كُنَّا نُخَمِّرُ وُجُوْهَنَا وَنَحْنُ مُحْرِمَاتٌ وَنَحْنُ مَعَ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِیْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ (۱۵۸)

''ہم اپنے چہروں کو خمار (چادر) سے ڈھانپتی تھیں اس حال میں کہ ہم حالتِ احرام میں ہوتیں اور حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا ہمارے ساتھ ہوتی تھیں''۔

ب) اسماعیل بن ابی خالد اپنی والدہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا:

كنا ندخل على اُم المؤمنين يوم التروية فقلت لها يا ام المؤمنين هنا امرأة تأبى ان تغطى وجهها وهى محرمة فرفعت عائشة خمارها من صدرها فغطت به وجهها (۱۵۹)

''ہم ۸ ذی الحجہ کو اُمّ المؤمنینؓ کی خدمت میں حاضر ہوتی تھیں تو میں نے کہا اے اُمّ المؤمنین! یہاں ایک عورت ایسی ہے جو کہ حالت احرام میں اپنے چہرے کو چھپانے سے انکار کرتی ہے تو حضرت عائشہؓ نے اس کا خمار (چادر) اس کے سینے سے اٹھایا اور اس سے اس کا چہرہ ڈھانپ دیا''۔

وہ عورت حالت احرام میں چہرہ ڈھانپنے کو اللہ کے رسول ﷺ کے بعض فرامین کی وجہ سے ناجائز سمجھ رہی تھی' جبکہ حضرت عائشہؓ نے اس کا چہرہ ڈھانپ کر اسے یہ بتلایا کہ حالتِ احرام میں چہرہ ڈھانپا جا سکتا ہے۔

۳) خود علامہ البانی نے بھی ''حجاب المرأة المسلمة'' میں آگے چل کر اس بات کا اقرار کیا ہے کہ خمار چہرے کو ڈھانپنے کے لیے بھی بعض اوقات استعمال ہو جاتا تھا۔ علامہ

البانی ایک شعر کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

قل لله لمليحة في الخمار المذهب
افسدت نسك اخي التقى المذهب
نور الخمار ونور خدك تحته
عجبا لوجهك كيف لم يتلهب

فقد وصفها بان خمارها كان على وجهها ايضاً (۱۶۰)

''تو ملیحہ سے جا کر کہہ دے کہ تو نے اپنے سنہری خمار (چادر) کی وجہ سے میرے درویش صفت بھائی کے تقویٰ اور مذہب کو خراب کر دیا ہے۔ خمار (چادر) کا نور اور پھر اُس کے نیچے تیرے رخساروں کا نور ہے۔ مجھے تیرے چہرے پر تعجب ہے کہ وہ (اتنے نور کے باوجود) ابھی تک شعلہ کیوں نہیں مار رہا! شاعر نے اپنی محبوبہ کا یہ وصف بیان کیا ہے کہ اُس کا خمار اُس کے چہرے پر بھی تھا۔'' علامہ البانی کا کلام ختم ہوا۔

محل استشہاد ''نور الخمار و نور خدك تحته'' ہے۔

چھٹی دلیل:

''اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا'' کی تشریح میں حضرت ابن عباس ؓ کا قول ہے کہ اس سے مراد عورت کا ہاتھ اور چہرہ ہے۔ اس قول پر تفصیلی بحث ہم سورۃ النور کی آیت ۳۱ کی وضاحت میں کر چکے ہیں کہ:

ا) ابن عباسؓ کا یہ قول صحیح سند سے ثابت نہیں ہے۔

ب) اگر یہ صحیح سند سے ثابت ہو بھی جائے تو اس سے مراد ہوا یا کسی حرکت کی وجہ سے کپڑوں کو سنبھالتے ہوئے چہرے کا کھل جانا ہے۔

ج) یا اس سے مراد کسی ضرورت کے تحت (مثلاً طبیب یا گواہی وغیرہ کے لیے) چہرے کا کھولنا ہے۔

د) یا اس سے مراد اضطراری حالت (مثلاً جنگ یا خوف وغیرہ کی کیفیت) میں چہرے کا کھولنا ہے۔ جیسا کہ مشہور مفسر ابن عطیہ نے ''اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا'' کی یہی تفسیر بیان کی ہے اور علامہ قرطبی نے بھی اس تفسیر کو حسن کہا ہے۔

چہرے کا پردہ آثارِ صحابہؓ و تابعینؒ کی روشنی میں

اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے زمانے اور اپنے بعد آنے والے دو زمانوں کو

''خیر القرون'' میں شمار کیا ہے۔ آپؐ کا ارشاد ہے:

((خَیْرُکُمْ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ)) (۱۶۱)

''تم میں سب سے بہتر میرا زمانہ ہے' پھر وہ لوگ جو کہ ان سے ملے ہوئے ہوں' پھر وہ لوگ جو اُن سے ملے ہوئے ہوں''۔

یعنی اللہ کے رسول ﷺ کا زمانہ' پھر صحابہ ؓ کا زمانہ اور پھر تابعینؒ کا زمانہ ''خیر القرون'' میں سے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ کے زمانے میں عورتیں چہرے کا پردہ کرتی تھیں' جیسا کہ احادیث مبارکہ کے بیان میں یہ بات اچھی طرح واضح ہو چکی ہے۔ اسی طرح صحابہ کرامؓ اور تابعین کے زمانے میں بھی مسلمان خواتین چہرے کو چھپا کر رکھتی تھیں' جیسا کہ مذکورہ آثار سے اس بات کی تائید ہو رہی ہے۔ یہ پردہ خیر القرون سے نسل در نسل تواترِ عملی کے ساتھ اُمت مسلمہ میں منتقل ہوا ہے اور آج بھی اُمت مسلمہ میں مسلم خواتین کی ایک بڑی تعداد شریعت کے اس حکم پر کاربند ہے۔ ذیل میں ہم آثارِ صحابہ و تابعین کی روشنی میں چہرے کے پردے کو بیان کر رہے ہیں کہ صحابہ اور تابعین نے قرآن و سنت کی نصوص سے کیا سمجھا تھا۔

۱) **عن فاطمة بنت المنذر انها قالت: كُنَّا نُخَمِّرُ وُجُوْهَنَا وَنَحْنُ مُحْرِمَاتٌ وَنَحْنُ مَعَ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِیْ بَكْرِ الصِّدِّیْقِ** (۱۶۲)

''حضرت فاطمہ بنت منذرؒ سے روایت ہے کہ ہم حالتِ احرام میں اپنے چہروں کو ڈھانپ لیتی تھیں اور حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ ہمارے ساتھ ہوتی تھیں''۔

یہ روایت صحیح ہے۔ علامہ البانی نے بھی اس کو صحیح الاسناد کہا ہے۔

۲) **عن یعقوب قال حدثنا ابن علية عن ابن عون عن محمد عن عبیدة فی قوله تعالیٰ: ﴿یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ﴾ فلبسها عندنا ابن عون قال ولبسها عندنا محمد قال محمد ولبسها عندی عبیدة قال ابن عون بردائه فتقنع به فغطی انفه وعینه الیسری واخرج عینه الیمنی واوخی رداءه من فوق حتی جعله قریبا من حاجبه او علی الحاجب** (۱۶۳)

''یعقوب کہتے ہیں ہم سے ابن علیہ نے بیان کیا' وہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم سے ابن عون اور وہ آگے محمد بن سیرین سے اور وہ عبیدہ السلمانی سے بیان کرتے ہیں کہ ﴿یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ﴾ کی تفسیر کرتے

ہوئے ابن عون نے جلباب (چادر) کو اوڑھ کر دکھایا۔ ابن عون کہتے ہیں کہ میرے سامنے محمد بن سیرین نے چادر کو اس طرح اوڑھا۔ محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ میرے سامنے عبیدہ السلمانی نے چادر کو اوڑھا۔ ابن علیہ نے کہا کہ ابن عون نے اپنی چادر لے کر اس کو اچھی طرح اوڑھ لیا' اپنی ناک اور بائیں آنکھ بھی چھپالی اور دائیں آنکھ کو کھلا رکھا اور اپنی چادر کو اوپر سے نیچے کیا یہاں تک کہ اوپر سے چادر کو اپنی ابرو تک پہنچایا اور ابرو کو بھی چھپا لیا۔'' یہ روایت صحیح ہے۔ علامہ البانی نے اسے ضعیف کہا ہے۔ اس پر مفصل بحث ہم آگے چل کر کریں گے۔

۳) **عن انس قال رای عمر امة لنا متقنعة فضر بها وقال لا تشبهی بالحرائر**(۱۶۴)

''حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے ہماری ایک لونڈی کو دیکھا جس نے چہرہ چھپایا ہوا تھا۔ حضرت عمرؓ نے اس کو مارا اور اسے حکم دیا کہ آزاد عورتوں کے ساتھ مشابہت اختیار نہ کرو۔'' یہ روایت صحیح ہے۔ علامہ البانی نے بھی اس کو صحیح الاسناد کہا ہے۔

٤) **روی ابن عیینة عن اسماعیل بن ابی خالد قال اخبرتنی امی واختی انهما دخلتا علی عائشة ام المؤمنین فسألتا ها کیف تخمر المرأة وجهها فاخذت اسفل خمارها فغطت به وجهها**(۱٦٥)

''ابن عیینہ اسماعیل بن ابی خالد سے نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ مجھے میری ماں اور بہن نے خبر دی کہ وہ دونوں اُمّ المؤمنین حضرت عائشہؓ کے پاس گئیں اور ان سے سوال کیا کہ عورت اپنے چہرے کو کیسے ڈھانپے؟ تو حضرت عائشہؓ نے ان کی چادر کا نچلا حصہ پکڑا اور اس کے ساتھ ان کے چہرے کو ڈھانپ دیا''۔

٥) اسماعیل بن ابی خالد اپنی والدہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا:

کنا ندخل علی اُم المؤمنین یوم الترویة فقلت لها یا اُم المؤمنین هنا امرأة تأبی ان تغطی وجهها وهی محرمة فرفعت عائشة خمارها من صدرها فغطت به وجهها(۱٦٦)

''ہم (خواتین) ۸ ذی الحجہ کو اُمّ المؤمنین حضرت عائشہؓ کے پاس آتی تھیں تو میں نے کہا اے اُمّ المؤمنین! یہاں ایک عورت ہے جو کہ اس بات سے انکاری ہے کہ حالتِ احرام میں اپنا چہرہ ڈھانپے' تو حضرت عائشہؓ نے اس کی چادر اس کے سینے سے اٹھائی اور اس کے ساتھ اس کے چہرے کو ڈھانپ دیا''۔

اس کے علاوہ بھی بہت سے آثار صحابہؓ و تابعینؒ سے ملتے ہیں' لیکن طوالت کے خوف سے ہم

ان کا ذکر نہیں کر رہے۔ اصل بات تو یہ ہے کہ جس نے ماننا ہو اُس کے لیے ایک ہی دلیل کافی ہے اور جس نے نہ ماننا ہو اُس کے لیے دلائل کا انبار بھی کم ہے۔

چہرے کا پردہ مذاہب اربعہ کی روشنی میں

علمائے سلف نے اپنے ادوار میں قرآن وسنت کی تعلیمات کو سامنے رکھتے ہوئے مختلف شرعی مسائل میں اپنی آراء کا اظہار کیا۔ علمائے متقدمین کی یہ آراء اگرچہ ہمارے لیے حجت تو نہیں ہیں' کیونکہ اصل حجت تا قیامت صرف قرآن وسنت ہیں' لیکن قرآن وسنت کی نصوص سے استنباط کرتے وقت متقدمین علمائے سلف کی آراء کو پیش نظر رکھنا اور ان سے استفادہ کرنا اہل سنت کا منہج ہے۔ علاوہ ازیں ہم اس بحث میں اس دعویٰ کی حقیقت بھی قارئین کے سامنے کھول دینا چاہتے ہیں جو کہ بعض متجددین کی طرف سے ہمارے سامنے آیا کہ ''سلف میں کوئی بھی چہرے کے پردے کے وجوب کا قائل نہیں رہا' بلکہ تمام کے تمام سلف بشمول ابن تیمیہؒ کے چہرے کے پردے کو ''بہتر'' قرار دیتے ہیں لیکن اس کو واجب نہیں سمجھتے اور چہرے کے پردے کے وجوب کا قول عصرِ حاضر میں مولانا مودودی اور مولانا امین احسن اصلاحی کی طرف سے پہلی مرتبہ پیش ہوا''۔ اس بحث میں ہم نے کوشش کی ہے کہ ہر مذہب کے اصل مصادر سے ان کا موقف سامنے آئے۔

1) احناف اور چہرے کا پردہ

چونکہ ہمارے ہاں برعظیم پاک و ہند میں احناف کی اکثریت ہے اس لیے ہم ان کا موقف سب سے پہلے اور قدرے تفصیل سے پیش کر رہے ہیں' کیونکہ منکرین حجاب عموماً اپنا موقف بیان کرتے وقت اس بات کی رٹ لگا لیتے ہیں کہ احناف کا بھی وہی موقف ہے جو کہ ہمارا موقف ہے' حالانکہ ان کے اور احناف کے موقف میں بعض اوقات زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے۔ احناف کے موقف کو سمجھنے کے لیے ہم نے آسانی کی خاطر اس کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔

ا) فتنے کی غیر موجودگی میں احناف کا موقف:

فتنے کی غیر موجودگی میں متقدمین و متاخرین احناف کے نزدیک چہرہ عورت کے ستر میں داخل نہیں ہے۔ ان کے نزدیک عورت کو چونکہ خرید و فروخت' شہادت اور بعض دوسرے

ضروری معاملات کے لیے گھر سے باہر نکلنا پڑتا ہے لہٰذا چہرہ ڈھانپنے میں ایک سخت مشقت ہے' اس لیے یہ حضرات چہرے کو عورت کے ستر سے مستثنیٰ قرار دیتے ہیں۔

i) کنز الدقائق میں ہے:

بدن الحرة عورة الا وجهها و كفيها وقدميها (١٦٧)

''آزاد عورت کا سارا جسم ستر ہے سوائے اس کے چہرے' دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کے''۔

ii) ''الہدایہ'' میں ہے:

وبدن الحرة كلها عورة الا وجهها و كفيها(١٦٨)

''اور آزاد عورت کا سارا جسم ستر ہے سوائے اس کے چہرے اور دونوں ہاتھوں کے''۔

iii) ''بدائع الصنائع'' میں ہے:

فلا يحل النظر للاجنبى من الاجنبية الحرة الى سائر بدنها الا الوجه والكفين

''کسی اجنبی مرد کے لیے کسی اجنبی آزاد عورت کے سارے جسم کی طرف دیکھنا جائز نہیں ہے سوائے چہرے اور دونوں ہاتھوں کے''۔

iv) فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

بدن الحرة عورة الا وجهها و كفيها وقدميها كذا فى المتون(١٦٩)

''آزاد عورت کا سارا جسم ستر ہے سوائے اس کے چہرے' اس کے دونوں ہاتھ اور پاؤں کے''۔

v) امام ابوبکر الجصاص ﴿وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ کی تشریح میں لکھتے ہیں:

ويدل على ان الوجه والكفين من المرأة ليسا بعورة(١٧٠)

''اور یہ آیت اس بات پر بھی دلیل ہے کہ عورت کا چہرہ اور دونوں ہاتھ ستر میں داخل نہیں ہیں''۔

ب) فتنے کی موجودگی میں احناف کا موقف:

فتنے کی موجودگی میں متقدمین و متاخرینِ احناف کے نزدیک چہرے کا پردہ واجب ہے۔

i) امام ابوبکر الجصاص ﴿يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ﴾ کی تشریح میں فرماتے ہیں:

فی هذه الآیة دلالة علی ان المرأة الشابة مأمورة بستر وجهها عن الاجنبیین واظهار الستر والعفاف عند الخروج لئلا یطمع اهل الریب فیهن وفیها دلالة علی ان الامة لیس علیها بستر وجهها وشعرها لان قوله تعالی ﴿وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ﴾ ظاهره انه اراد الحرائر (۱۷۱)

''یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ نوجوان عورت کو اجنبی مردوں سے اپنا چہرہ چھپانے کا حکم دیا گیا ہے اور اسے یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ وہ گھر سے باہر نکلتے وقت اپنے جسم کو چھپائے اور اپنی پاکیزگی کا اظہار کرے تاکہ منافقین اس کے بارے میں کسی قسم کے لالچ میں مبتلا نہ ہوں۔ اور اس آیت میں اس بات کی طرف بھی رہنمائی موجود ہے کہ لونڈی کے لیے اپنے چہرے اور بالوں کا ڈھانپنا لازمی نہیں ہے' کیونکہ ''نساءُ المؤمنین'' کے ظاہر سے یہی بات معلوم ہوتی ہے کہ اللہ کی مراد یہاں آزاد عورتیں ہیں''۔

ii) امام شرنبلالی لکھتے ہیں:

(وجمیع بدن المرأة) ای جسدها (الا وجهها) ومنع الشابة من کشفه لخوف الفتنة لا لانه عورة (۱۷۲)

''اور عورت کا تمام جسم سوائے اس کے چہرے کے ستر میں داخل ہے۔ فتنے کے خوف سے نوجوان عورت کو چہرہ کھولنے سے منع کیا گیا نہ کہ اس (چہرے) کے ستر میں داخل ہونے کی وجہ سے''۔

iii) خاتمة المحققین امام ابن عابدین لکھتے ہیں:

(وتمنع) المرأة الشابة (من کشف الوجه بین الرجال) لا لانه عورة بل لخوف الفتنة (۱۷۳)

''نوجوان عورت کو مردوں کے درمیان چہرہ کھلا رکھنے سے منع کیا جائے گا' اس وجہ سے نہیں کہ چہرہ عورت کے ستر میں داخل ہے' بلکہ فتنے کے ڈر سے ایسا کیا جائے گا''۔

iv) علامہ ابن نجیم لکھتے ہیں:

قال مشائخنا تمنع المرأة الشابة من کشف وجهها بین الرجال فی زماننا للفتنة (۱۷٤)

''ہمارے مشائخ نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ نوجوان عورت کو ہمارے زمانے میں فتنے کے

ڈر سے مردوں کے درمیان چہرہ کھولنے سے منع کیا جائے گا''۔

v) امام علاؤ الدین الحصکفی فرماتے ہیں:

ولذا تمنع من کشف وجهها بين الرجال للفتنة(۱۷۵)

''اسی لیے عورت کو مردوں کے درمیان فتنے کی وجہ سے چہرہ کھولنے سے منع کیا جائے گا''۔

vi) امام عبدالرحمٰن الکلیبو لی لکھتے ہیں:

وفي المنتقى تمنع الشابة عن كشف وجهها لئلا يؤدى الى الفتنة وفي زماننا المنع واجب بل فرض لغلبة الفساد وعن عائشة عنها جميع بدن الحرة عورة الا احدى عينيها(۱۷۶)

''منتقی میں ہے کہ عورت کو چہرہ کھولنے سے منع کیا جائے گا' کیونکہ یہ فعل فتنے کا سبب ہے اور ہمارے زمانے میں عورت کو چہرہ کھولنے سے روکنا واجب بلکہ فرض ہے' کیونکہ فساد بہت بڑھ گیا ہے۔ اور حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ عورت کا تمام جسم ستر ہے سوائے اس کی ایک آنکھ کے۔''

خلاصۂ بحث یہ ہے کہ متقدمین و متاخرین احناف کے نزدیک چہرہ عورت کے ستر میں داخل نہیں ہے' یعنی اگر لذت اور شہوت نہ ہو تو عورت کے چہرے کی طرف دیکھنا جائز ہے' لیکن اگر فتنے کا خوف ہو تو چہرے کا پردہ واجب ہے۔ گویا کہ احناف شرعاً پردے کو واجب قرار نہیں دیتے بلکہ سدًا للذریعۃ واجب قرار دیتے ہیں۔ معاصرین علمائے احناف میں بھی تقریباً سب ہی موجودہ زمانے میں فتنے وفساد کے بڑھ جانے کی وجہ سے چہرے کے پردے کے وجوب کا فتویٰ دیتے ہیں۔ ہمارے ہاں برعظیم پاک و ہند میں احناف کے دو بڑے گروہ پائے جاتے ہیں: علمائے دیو بند اور علمائے بریلوی۔ علمائے دیو بند میں سے مفتی شفیع صاحب' دارالعلوم کراچی اور شیخ الحدیث ادریس کاندھلوی صاحب' جامعہ اشرفیہ لاہور کی آراء ہم ان کی تفاسیر کی روشنی میں مضمون کے شروع میں نقل کر چکے ہیں۔ اسی طرح بریلوی مکتب فکر کے چوٹی کے عالم پیر کرم شاہ صاحب کی رائے بھی ہم نے نقل کر دی ہے۔ خلاصۂ کلام یہ کہ برعظیم پاک و ہند کے علمائے احناف فی زمانہ فتنے وفساد کے بڑھ جانے کی وجہ سے چہرے کے پردے کا فتویٰ جاری کرتے ہیں۔

مالکیہ اور چہرے کا پردہ

متقدمین و متاخرین علماء مالکیہ کے نزدیک چہرے کا پردہ واجب ہے' لیکن وجوب کے

سبب میں اختلاف ہے۔ بعض مالکیہ کے نزدیک چہرہ عورت کے ستر میں داخل نہیں ہے لہٰذا اس پر چہرے کا پردہ شرعاً تو واجب نہیں ہے لیکن فتنے کی موجودگی میں واجب ہوگا' جبکہ بعض مالکیہ کے نزدیک چہرہ عورت کے ستر میں داخل ہے لہٰذا اس کا پردہ شرعاً واجب ہے۔

ل) چہرے کے پردے کا وجوب فتنے کے سبب سے:

بعض مالکیہ کے نزدیک چہرہ عورت کے ستر میں داخل نہیں ہے۔ ایک روایت کے مطابق امام مالک کا بھی یہی موقف ہے لیکن مالکیہ فتنے کے سبب سے چہرے کے پردے کو واجب قرار دیتے ہیں۔

i) امام مالک نے اپنی کتاب ''موطا'' میں ایک حدیث نقل کی ہے:

عن مالك عن هشام بن عروة عن فاطمة بنت المنذر انها قالت: كُنَّا نُخَمِّرُ وُجُوْهَنَا وَنَحْنُ مُحْرِمَاتٌ وَنَحْنُ مَعَ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ(۱۷۷)

اس حدیث کی شرح میں مشہور مالکی عالم امام زرقانی فرماتے ہیں:

لانه يجوز للمرأة المحرمة ستر وجهها بقصد الستر عن اعين الناس بل يجب ان علمت او ظنت الفتنة بها او ينظر لها بقصد اللذة(۱۷۸)

''حالت احرام میں عورت کے لیے اپنے چہرے کو چھپانا جائز ہے تاکہ وہ اپنے آپ کو لوگوں کی آنکھوں سے بچا سکے۔ اگر اسے فتنے کا علم یا گمان ہو یا شہوت کی وجہ سے اس کی طرف دیکھے جانے کا گمان ہو تو اس پر چہرے کا پردہ واجب ہو جاتا ہے''۔

ii) امام ابوالبرکات الدردیر المالکی فرماتے ہیں:

(و) عورة المرأة (مع رجل اجنبي) منها اى ليس بمحرم لها جميع البدن (غير الوجه والكفين) واما هي فليس بعورة وان وجب عليها سترهما لخوف فتنة(۱۷۹)

''اور عورت کا ستر اجنبی مرد کے سامنے جو کہ محرم نہیں ہے' پورا جسم ہے سوائے چہرے اور ہتھیلیوں کے اور یہ دونوں عورت کا ستر نہیں ہیں' لیکن عورت کے لیے ان کو فتنے کے خوف سے چھپانا واجب ہے۔''

iii) امام محمد بن احمد الدسوقی المالکی فرماتے ہیں:

(غیر الوجه والکفین) ای واماهما فغیر عورة یجوز النظر الیهما ولا فرق بین ظاهر الکفین وباطنهما بشرط ان لا یخشی بالنظر لذلك فتنة وان یکون النظر بغیر قصد لذة والاحرام النظر الیهما وهل یجب علیها حینئذ ستر وجهها ویدیها وهو الذی لابن مرزوق قائلا انه مشهور المذهب اولا یجب علیها ذلك وانما علی الرجل غض بصره وهو مقتضی نقل المواق عن عیاض (۱۸۰)

''(سوائے چہرے اور دونوں ہتھیلیوں کے) اس سے مراد یہ ہے کہ یہ دونوں ستر میں داخل نہیں ہیں اور ان کی طرف دیکھنا بھی جائز ہے۔ ہاتھوں کے ظاہر اور باطن (باہر اور اندر والے حصے) میں کوئی فرق نہیں ہے' لیکن شرط یہ ہے کہ اس دیکھنے سے فتنہ پیدا نہ ہو اور یہ دیکھنا بغیر لذت کے ہو۔ اگر یہ دو شرطیں نہ ہوں گی تو یہ دیکھنا حرام ہوگا۔ لیکن کیا ان دو شرائط کی عدم موجودگی میں عورت پر اپنے چہرے اور ہاتھوں کو ڈھانپنا واجب ہوگا؟ یا اس عورت پر اپنے چہرے اور ہاتھوں کا ڈھانپنا واجب نہ ہوگا' بلکہ مرد کے لیے واجب ہے کہ وہ اپنی نگاہوں کو دبا کر رکھے؟ مرزوق کی رائے یہ ہے کہ ایسی صورت حال میں عورت کے لیے اپنے چہرے اور ہاتھوں کا چھپانا واجب ہے اور انہوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ یہ امام مالک کا مشہور مذہب ہے۔ دوسرا موقف قاضی عیاض کا ہے''۔

iv) شیخ احمد بن محمد الصاوی المالکی لکھتے ہیں:

(غیر الوجه والکفین) ای فیجوز النظر لهما لا فرق بین ظاهرهما وباطنهما بغیر قصد لذة ولا وجدانها والا حرام وهل یجب علیها حینئذ ستروجهها ویدیها وهو الذی لابن مرزوق قائلا انه مشهور المذهب اولا یجب علیها ذلك وانما علی الرجل غض بصره وهو مقتضی نقل المواق عن عیاض (۱۸۱)

''(سوائے ہاتھوں اور چہرے کے) مراد یہ ہے کہ ان دونوں کی طرف دیکھنا جائز ہے اور ہاتھوں کے ظاہر و باطن میں کوئی فرق نہیں ہے' لیکن یہ دیکھنا بغیر کسی لذت کے ہو' اگر کسی لذت کے ساتھ ہوگا تو حرام ہوگا۔ تو کیا ایسی صورت حال میں عورت کے لیے اپنے چہرے اور ہاتھوں کا پردہ واجب ہوگا یا نہیں؟ ابن مرزوق نے کہا ایسی

صورت میں عورت کے لیے اپنے ہاتھوں اور چہرے کا پردہ واجب ہوگا اور اس کے بارے میں کہا کہ یہ امام مالک کا مشہور مذہب ہے۔ جبکہ قاضی عیاض کا کہنا ہے کہ عورت پر ایسی صورت میں پردہ واجب نہ ہوگا' بلکہ مرد کے لیے ضروری ہے کہ وہ غضّ بصر سے کام لے''۔

v) علامہ احمد بن احمد المختار الشنقیطی المالکی لکھتے ہیں:

وحرة مع اجنبی غير الوجه والكفين غير انه قد يفتي المنصف بان المرأة الفاتنة قد يجب عليها ستر وجهها لفساد اهل اليوم (۱۸۲)

''اور آزاد عورت کا اجنبی مرد کے سامنے ستر چہرے اور دونوں ہاتھوں کے علاوہ سارا جسم ہے' لیکن انصاف پسند مفتی آج کل کے زمانے میں فساد بڑھ جانے کی وجہ سے فتنہ پیدا کرنے والی عورت کے بارے میں یہ فتویٰ دے گا کہ اس کے لیے اپنے چہرے کو ڈھانپنا واجب ہے''۔

vi) خطیب شربینی لکھتے ہیں:

والكفان ليسا عورة فيجوز لها كشفهما للاجنبی وله نظرهما ان لم تخش الفتنة فان خيفت الفتنة فقال ابن مرزوق مشهور المذهب وجوب سترهما وقال عياض لا يجب سترهما ويجب غض البصر عن الرؤية (۱۸۳)

''اور دونوں ہتھیلیاں ستر میں داخل نہیں ہیں۔ عورت کے لیے اجنبی مرد کے سامنے ہاتھوں کا کھولنا جائز ہے اور مرد کے لیے ان کی طرف دیکھنا بھی جائز ہے بشرطیکہ فتنے کا اندیشہ نہ ہو۔ اگر فتنے کا اندیشہ ہو تو ابن مرزوق کا کہنا ہے کہ ان دونوں ہاتھوں کو بھی ڈھانپا جائے گا اور یہ امام مالک کا مشہور مذہب ہے جبکہ قاضی عیاض کا کہنا یہ ہے کہ عورت کے لیے ان کو ڈھانپنا واجب نہیں بلکہ مرد کے لیے ضروری ہے کہ غضّ بصر سے کام لے''۔

ب) چہرے کے پردے کا وجوب ستر کے سبب سے:

بعض مالکیہ عورت کے چہرے کو بھی اس کے ستر میں داخل کرتے ہیں اور اس کو ڈھانپنا واجب قرار دیتے ہیں۔

i) امام مالک سے ایک روایت یہ بھی مروی ہے کہ عورت کا چہرہ ستر میں داخل ہے۔

ابن تیمیہ مجموع الفتاویٰ میں ''وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا'' کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فقيل يجوز النظر لغير شهوة الى وجهها ويديها وهو مذهب ابى حنيفة والشافعي وقول فى مذهب احمد وقيل لا يجوز وهو ظاهر مذهب احمد فان كل شئ منها عورة حتى ظفرها وهو قول مالك(١٨٤)

''ایک رائے یہ ہے کہ عورت کے چہرے اور دونوں ہاتھوں کی طرف بغیر شہوت کے دیکھنا جائز ہے۔ یہ امام ابوحنیفہؒ اور امام شافعیؒ کا مذہب ہے اور امام احمدؒ سے بھی ایک قول ایسا ہی مروی ہے۔ دوسری رائے یہ ہے کہ یہ جائز نہیں اور امام احمد کا مشہور مذہب یہی ہے' کیونکہ ان کے نزدیک عورت کی ہر چیز ستر میں داخل ہے' یہاں تک کہ اس کے ناخن بھی' اور یہی رائے امام مالک کی بھی ہے''۔

ii) امام قرطبی ''فَاسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ'' کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فى هذه الآية دليل على ان الله تعالى اذن فى مسألتهن من وراء حجاب فى حاجة تعرض او مسألة يستفتين بها ويدخل فى ذلك جميع النساء بالمعنى وبما تضمنة اصول الشريعة من ان المرأة كلها عورة بدنها وصوتها كما تقدم فلا يجوز كشف ذلك الا لحاجة كالشهادة عليها او داء يكون ببدنها(١٨٥)

''یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہرات کو حجاب کے پیچھے سے کسی ضرورت یا مسئلے کے تحت سوال کرنے کی اجازت دی۔ اور یہ حکم تمام مسلمان عورتوں کو معنوی طور پر شامل ہے' کیونکہ شریعت کا اصول ہے کہ عورت تمام کی تمام ستر ہے یہاں تک کہ اس کا سارا جسم اور آواز بھی ستر میں داخل ہے۔ جیسا کہ یہ بات پہلے بھی بیان ہو چکی ہے اس لیے عورت کے لیے اپنے جسم کے کسی حصے کو بغیر کسی ضرورت کے کھولنا جائز نہیں ہے۔ ضرورت سے مراد عورت کے خلاف گواہی ہے یا اس کے جسم میں کوئی بیماری ہے۔''

iii) امام ابن العربی ''فَاسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ'' کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

والمرأة كلها عورة بدنها وصوتها فلا يجوز كشف ذلك الا لضرورة او لحاجة كالشهادة عليها اوداء يكون ببدنها (١٨٦)

''اور عورت تمام کی تمام ستر ہے' اس کا سارا جسم اور آواز بھی ستر میں داخل ہے' لہٰذا عورت کے لیے اپنے جسم کے کسی حصے کو ظاہر کرنا جائز نہیں ہے' ہاں ضرورت یا حاجت کے پیش نظر وہ ایسا کر سکتی ہے' مثلاً اگر عورت کے خلاف گواہی دینا مقصود ہو یا اس کے جسم میں کوئی بیماری ہو وغیرہ (تو وہ اپنے جسم کے کسی حصہ کو اجنبی مرد کے سامنے کھول سکتی ہے)۔''

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ متقدمین و متاخرین مالکیہ کے نزدیک چہرے کا پردہ واجب ہے' سوائے قاضی عیاض کے' جو کہ چہرے کے پردے کو واجب قرار نہیں دیتے۔ بعض مالکیہ کا کہنا یہ ہے کہ عورت کا چہرہ ستر میں داخل نہیں ہے' فتنے کی وجہ سے عورت کو چہرے کے چھپانے کا حکم دیا جائے گا' جبکہ بعض مالکیہ کا کہنا یہ ہے کہ عورت کا چہرہ ستر میں داخل ہے اور ستر میں ہونے کی وجہ سے عورت کے لیے اپنے چہرے کو چھپانا لازم ہے۔

حواشی

١٥١) سنن ابی داوٗد' کتاب اللباس' باب فیما تبدی المرأة من زینتها۔
١٥٢) سنن ابی داوٗد' کتاب اللباس' باب فیما تبدی المرأة من زینتها۔
١٥٣) تهذيب الكمال' امام ترمزی' جلد ٤' ص ١٠۔
١٥٤) اتحاف ذوی الرسوخ لمن رمی بالتدليس من الشيوخ' شيخ حماد بن محمد الانصاری' ص ٤٢۔
١٥٥) اتحاف ذوی الرسوخ لمن رمی بالتدليس من الشيوخ' شيخ حماد بن محمد الانصاری' ص ٥٤۔
١٥٦) صحیح مسلم' کتاب الطلاق' باب المطلقة ثلاثا لا نفقة لها۔
١٥٧) صحیح مسلم' کتاب الفتن و اشراط الساعة' باب قصة الجساسة۔
١٥٨) موطا امام مالك' کتاب الحج' باب و انما يعمل الرجل مادام حيا فاذا مات فقد انقضى۔
١٥٩) التلخيص الحبير' ابن حجر عسقلانی' جلد ٢' ص ٢٧٢۔
١٦٠) حجاب المرأة المسلمة' علامه البانی' ص ٣٣۔
١٦١) صحيح البخاری' کتاب الشهادات' باب لا يشهد على شهادة جور اذا اشهد۔
١٦٢) موطا امام مالك' کتاب الحج' باب و انما يعمل الرجل مادام حيا فاذا مات فقد انقضى۔
١٦٣) تفسير طبری' ابن جرير طبری' جلد ١٠' ص ٣٣٢' دار الكتب العلمية' بيروت۔
١٦٤) مصنف ابن ابی شيبة' کتاب صلاة التطوع والامامة' باب فی الامة تعلى لغير الخمار۔
١٦٥) الاستذكار' ابن عبدالبر' جلد ١١' ص ٤٨۔
١٦٦) التلخيص الحبير' ابن حجر عسقلانی' جلد ٢' ص ٢٧٢ المدينة المنورة۔

١٦٧) كنز الدقائق' ص ٢٨' ابوالبركات عبدالله بن احمد بن محمود النسفی۔
١٦٨) برهان الدين على بن ابى بكر المرغينانى' الهداية' جلد١' ص ٢٥٨۔
١٦٩) الفتاوى الهندية' جماعة من علماء الهند' جلد١' ص ٥٨' مكتبة ساجدية' كوئٹه۔
١٧٠) احكام القرآن' ابوبكر الجصاص' جلد٣' ص ٣١٥' دارالكتب بالعربى بيروت۔
١٧١) احكام القرآن' ابوبكر الجصاص' جلد٣' ص ٢٧٢۔
١٧٢) مراقى الفلاح فى شرح متن نورالايضاح' حسن بن عمار بن على الشرنبلالى' ص ١٣١' مكتبه كارخانه تجارت كتب' آرام باغ كراچى۔
١٧٣) محمد امين بن عمر بن عبدالعزيز عابدين الدمشقى' رد المحتار على در المختار' جلد٢' ص ٧٢' دار احياء التراث العربى۔
١٧٤) البحر الرائق شرح كنز الدقائق' زين الدين ابن نجيم الحنفى' جلد١' ص ٢٨٤' دار المعرفة بيروت۔
١٧٥) الدر المنتقى فى شرح المتقى' علاؤ الدين محمد بن على بن محمد العينى الحكنى' جلد١' ص ١٢١' دار الكتب العلمية' بيروت۔
١٧٦) مجمع الانهر' عبدالرحمن بن محمد بن سليمان الكليبولى' جلد١' ص ٢٢١' دار الكتب العلمية۔
١٧٧) موطا امام مالك' كتاب الحج' باب وانما يعمل الرجل مادام حيا فاذا مات فقد انقضى۔
١٧٨) شرح موطا امام مالك' ابوعبدالله محمد بن عبدالباقى بن يوسف الزرقانى' جلد٣' ص ٢١' مصطفى البابى الحلبى مصر۔
١٧٩) ابوالبركات احمد بن محمد بن احمد الدردير' الشرح الصغير' جلد١' ص ٤٠٠'٤٠١' مكتبه عيسى البابى الحلبى' مصر۔
١٨٠) حاشيه الدسوقى على الشرح الكبير محمد بن احمد الدسوقى المالكى' جلد١' ص ٣٤٥' دارالكتب العلمية' بيروت۔
١٨١) حاشيه الصاوى على الشرح الكبير' شيخ احمد بن محمد الصاوى المالكى' جلد١' ص ٤٠١' وطبعة عيسى البالى الحلبى۔
١٨٢) مواهب الجليل من ادلة الخليل' احمد بن محمد المختار الشنقيطى' جلد١' ص ١٤٨۔
١٨٣) مغنى المحتاج' شمس الدين محمد بن الخطيب الشربينى' جلد١' ص ٢٨٥' دارالمعرفة بيروت۔
١٨٤) مجموع فتاوى ابن تيميه' شيخ الاسلام ابن تيميه' جلد٢٢' ص ١٠٩'١١٠۔
١٨٥) الجامع لاحكام القرآن' امام محمد بن احمد القرطبى' جلد١٤' ص ٢٢٧' احياء التراث العربى' بيروت۔
١٨٦) احكام القرآن' ابن العربى' جلد٣' ص ١٥٧٩' دار المعرفة بيروت۔

بقیہ: شَجَرَةٍ مِّنْ يَّقْطِيْنٍ

ایسا ہے جو ابھی تک نظروں کے سامنے نہیں آ سکا۔ مجھے جب خود اس قسم کا کوئی نکتہ ہاتھ آ جاتا ہے تو حیرت ہوتی ہے کہ اتنی مرتبہ قرآن پڑھ چکا ہوں' یہ معمولی سی بات پہلے کیوں سمجھ میں نہیں آئی' مگر جب اکبرالٰہ آبادی مرحوم کا یہ شعر یاد آتا ہے کہ: ؎

ذہن میں جو گھر گیا' لا انتہا کیوں کر ہوا
جو سمجھ میں آ گیا پھر وہ خدا کیوں کر ہوا!

تو دل پکار اٹھتا ہے کہ قرآن اسی ہستی کا تو کلام ہے۔ اس کو تو لوگ قیامت تک اسی طرح سمجھنے کی کوشش میں لگے رہیں گے اور کُل نکات کو اُس وقت تک بھی حل نہ کر سکیں گے۔ ○○

ہماری ویب سائٹ

www.taznzeem.org

پر ملاحظہ کیجیے:

☆ تنظیم اسلامی کا تعارف
☆ بانیٔ تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد کا مکمل دورۂ ترجمہ قرآن
☆ بانی تنظیم اسلامی اور امیر تنظیم اسلامی کے متفرق خطابات
☆ تلاوتِ قرآن' دروسِ قرآن' دروسِ حدیث اور خطاباتِ جمعہ
☆ صحیح بخاری' صحیح مسلم' موطا امام مالک اور اربعین نوویؒ کے تراجم
☆ میثاق' حکمت قرآن اور ندائے خلافت کے تازہ اور سابقہ شمارے
☆ اردو اور انگریزی کتابیں
☆ آڈیو/ویڈیو کیسٹس/سی ڈیز اور مطبوعات کی مکمل فہرست